

معاشی مساوات کا اسلامی نظریہ

(مولانا) مفتی احسان اللہ حقانی

استاذ جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان

و مدیر مسئول سہ ماہی مجلہ ”المباحث الاسلامیہ“ (اردو)

نمبر شمار	مضامین
	فصل اول
9	اشتراکیت کی تعریف
10	اسلامی معاشی مساوات اور اشتراکیت میں فرق
	فصل ثانی
11	حاجات اصلیہ کا تعین
12	حضرت عمرؓ کا اپنے لئے مقرر کردہ حاجات اصلیہ
13	فقراء کے ساتھ تعاون کرنے کے اسلامی تعلیمات
14	کسب معاش کی اہمیت
15	قدرتی اشیاء کی ابتدائی ملکیت کا اسلامی تصور

نمبر شمار	مضامین
1	موضوع کا تعارف
2	موضوع کی اہمیت
3	موضوع کا تفصیلی جائزہ
4	تشریح صاحب روہ المعانی
5	تشریح تفسیر الکشاف
6	انسداد نزاع کیلئے ملکیت کا تسلیم
7	حاجت سے زیادہ مال رکھنا بہتر نہیں
8	معاشی مساوات کے اقسام

الحمد لله على نعمة الاسلام والصلوة والسلام على سيد الانام وعلى آله
وأصحابه الغرر الكرام، أما بعد،،،

موضوع: معاشی مساوات کا اسلامی نظریہ:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور زندگی گزارنے کے مکمل اصول و ضوابط اور قواعد و قوانین اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن مجید کی صورت میں انسانوں کو ملے ہیں۔ اور حضور اقدس ﷺ نے انسانی صورت میں پوری انسانیت کو سمجھانے کیلئے قرآن مجید کی عملی تشریح کی ہے۔ بالفاظ دیگر قرآن مجید میں حیات انسانی کے مختلف شعبوں اور متفرق پہلوؤں سے متعلق عملی شکل میں جو ہدایات ہیں، سیرت محمدیہ ﷺ کی شکل میں وہ عملی صورت میں جلوہ گر ہیں۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ قرآن مجید کی کامل ترین مظہر اور روشن ترین عملی نمونہ ہے۔

بندہ ارشادات باری تعالیٰ، اقوال سرور پاک ﷺ اکابرین حضرات کے فرمودات کی روشنی میں اور اپنے مشفق و مہربان اساتذہ کرام کے زیر نگرانی ”معاشی مساوات کا اسلامی نظریہ“ کے موضوع پر کچھ ٹوٹے پھوٹے الفاظ پر بسم اللہ کرتا ہے۔

موضوع کا تعارف :

معاشی مساوات کے اسلامی نظریہ سے یہ مراد نہیں کہ افراد معاشرہ کے درمیان رزق و مال کی کامل برابری ہو، بایں صورت کہ جتنا اور جیسا ایک فرد کے پاس رزق حلال ہے، اتنا اور ویسا سب کے پاس ہو۔ کیونکہ اس قسم کی مساوات جہاں غیر فطری اور ناقابل عمل ہے وہاں قطعاً غیر اسلامی بھی ہے۔

رزق کمانے کی جو عملی اور عملی صلاحیتیں، دماغی، جسمانی قوتیں اور کوششیں ہیں، وہ سب انسانوں کی برابر نہیں بلکہ ان کے اندر فرق ہے۔ ان کے نتیجے میں حاصل ہونے والے رزق میں کیسے برابری ہو سکتی ہے۔ اور ایسے فرق و اختلاف کو کیسے مٹایا جاسکتا ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ نحل میں واضح بیان ہے و اللہ فضل بعضکم علی بعض فی الرزق (سورۃ النحل 71) ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت و برتری عطاء فرمائی ہے۔ بعض کو رزق کم اور بعض کو زیادہ دیا۔ (ترجمہ از شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ)

ارشاد رب العزت ہے نحن قسمنا بینہم فی الحیوۃ الدنیا و رفعنا بعضهم فوق بعض درجات لیتخذ بعضهم بعضا سخریا (سورۃ الزخرف 43) ترجمہ: ہم نے بانٹ دی ہے ان میں روزی انکی، دنیا کی زندگانی میں، اور بلند کردئے درجے بعض کے بعض پر کہ ٹھہراتا ہے ایک دوسرے کو خدمتگار (ترجمہ از شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ)

ارشاد باری تعالیٰ ہے ان ربک یبسط الرزق لمن یشاء (سورۃ بنی اسرائیل 30) ترجمہ: تیرا رب کھول دیتا ہے روزی، جس کے واسطے چاہے (ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ)

غرض یہ کہ معاشی مساوات سے مراد افراد معاشرہ کے درمیان رزق و مال میں برابری نہیں بلکہ بنیادی معاشی ضروریات جو حق معیشت کے نام سے متعارف ہیں، جن کے بغیر عام طور پر ایک انسان اپنی طبعی عمر تک نہ امن و امان کے ساتھ رہ سکتا ہے اور نہ اپنی دینی و دنیاوی فرائض ٹھیک طریقے سے انجام دے سکتا ہے۔ جس کے انجام کرنے پر معاشرہ کے زندگی گزارنے اور بقاء کا دار و مدار ہے۔ بالفاظ دیگر معاشرے کے ہر فرد کو گوسادہ طریقے سے سہی لیکن کھانے پینے کی مناسب غذا، پہننے کیلئے لباس اور رہنے کیلئے گھر میسر ہو۔ نیز اس کیلئے ایک حد تک تعلیم اور علاج کا بھی مناسب انتظام ہو۔

موضوع کی اہمیت:

موجودہ دور میں اسلام کو عبادات اور عقائد کے حدود تک محدود کرنے کی خاطر کئی قسم کے منصوبے چل رہے ہیں اور اپنے آپ کو عقلمند اور ماڈرن دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کیلئے یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ:

اسلام ہمارا عقیدہ، جمہوریت ہماری سیاست اور سوشلزم ہماری معیشت ہے۔

تو اس بات کی وضاحت لازمی اور ضروری ہے کہ اسلام صرف عبادات و عقائد تک محدود ہے یا شعبہ ہائے زندگی کے جملہ شاخوں کی رہنمائی فرماتا ہے۔

اور اس طرح جس نظریہ کا نام معاشی مساوات ہو، اور درمیان میں اگر اسلام کا سراسر دشمن ہو تو اس کو اسلام کا قریب ترین نظریہ پیش کرنا اور مسلمانوں کے سادہ طبقے کو اس بنیاد پر دھوکہ دینا کہ درجات میں تفاوت کو ختم کیا جائے۔ تو ضروری ہے کہ اسلام جو معاشی مساوات کا نظریہ پیش کرتا ہے، اس کی وضاحت ہو جائے۔ تاکہ جو دینی سیاسی تنظیمیں جس معاشی مساوات کے دعویدار اور علمبردار ہیں، اس کی حقیقت کو سمجھنے کیلئے اسلامی نظریہ مساوات کی حقیقت کا جائزہ ضروری ہے۔

موضوع کا تفصیلی جائزہ:

اس مسئلہ کی وضاحت قرآن مجید کی آیات کریمہ، مفسرین حضرات اور محققین نے تفصیلی وضاحت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ہیں هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا (سورة البقرة 29) ترجمہ: وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے۔ (ترجمہ از شیخ الہند)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین (البقرة 36) ترجمہ: اور تمہارے زمین میں ٹھکانہ ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک (ترجمہ از شیخ الہند)

سورة ہود میں ارشاد ہے وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها (ہود 12) ترجمہ: اور کوئی نہیں ریگنے، چلنے والا زمین پر مگر اللہ تعالیٰ پر ہے اس کی روزی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس کا رزق (ترجمہ از شیخ الہند)

سورة الحجر میں فرمان بزرگ و بزرگ: **مددناہا و القینا فیہا و اسی و انبتنا فیہا من کل شیء موزون و جعلنا لک فیہا معایش و من لستم له برازقین (سورة الحجر 19, 20)** ترجمہ: اور زمین کو ہم نے پھیلا یا اور رکھ دے اس پر بوجھ اور اگائی اس میں چیز (یعنی اس میں توازن کے ساتھ ہر چیز اگائی) اور اس میں تمہارے لئے سامان معاش رکھا اور ان کیلئے بھی جن کو تم روزی دینے والے نہیں۔ (ترجمہ از شیخ الہند)

سورة الذاریات میں ارشاد خداوند تعالیٰ ہے وفی السماء رزقکم وما توعدون (سورة الذاریات 22) ترجمہ: اور آسمان میں ہے روزی تمہاری اور جو تم سے وعدہ کیا گیا۔ (ترجمہ از شیخ الہند)

سورة الانعام میں فرمان ہے ولا تقتلوا اولادكم من املاق نحن نرزقكم واياهم (سورة الانعام 151) ترجمہ: اور افلاس کی ڈر سے اپنی اولاد کو نہ مار ڈالا کرو ہم ہی تمہیں بھی روزی دیتے ہیں اور انہیں بھی۔ (ترجمہ از شیخ الہند)

سورة نمل میں ارشاد باری ہے ومن یرزقکم من السماء والارض ء الله مع اللہ (سورة النمل 64) ترجمہ: اور کون روزی دیتا ہے تم کو آسمان اور زمین سے اب کوئی حاکم ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ؟ (ترجمہ از شیخ الہند)

سورة الذاریات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ان اللہ هو الرزاق ذو القوة المتین (سورة الذاریات 58) ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ جو ہے وہی رزق دینے والا اور مضبوط ہے۔ (ترجمہ از شیخ الہند)

علامہ محمد آلوسیؒ اسطرح تشریح فرماتے ہیں: ان الله فضل بعضا على بعض في الرزق وإن المفضلين لا يردون من رزقهم على دونهم شيئا وإنما أنا رازقهم فالملك والمملوك في أصل الرزق سواء وإن تفاوتا كما وكيفاً (تفسیر روح المعانی 215/1) ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی نے ایک کو دوسرے پر رزق میں فضیلت یعنی زیادتی دی ہے۔ جن حضرات کے پاس رزق زیادہ ہے وہ دوسرے لوگوں کے رزق کو کم نہیں کرتے۔ پس تحقیق رازق میں ہی ہوں۔ بس مالک اور غلام اصل رزق میں برابر ہیں۔ اور جو تفاوت ہے وہ مقدار کے اعتبار سے ہے۔

مولانا سیوہاریؒ فرماتے ہیں کہ: ان آیات میں بغیر کسی تخصیص کے ہر انسان کو خطاب ہے کہ اسباب معیشت اور معیشت، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر جاندار کو برابر کا حق ہے۔ (اسلام کا اقتصادی نظام 47 مکتبہ امدادیہ ملتان)

علامہ زمخشریؒ اس طرح تشریح فرماتے ہیں: فكان ينبغي أن تردوا فضل ما رزقتموه عليهم حتى تستاووا في الملبس والمطعم كما يحكي عن أبي ذر أنه سمع النبي ﷺ يقول: إنما هم إخوانكم فاكسبوهم مما تلبسون واطعموهم مما تطعمون (تفسیر الکشاف 419/2 مکتبہ البابی مصر) ترجمہ: کہ مناسب یہی ہے کہ ضرورت سے زیادہ اشیاء غریباً میں تقسیم کر دی جائے تاکہ بنیادی ضروریات سب کو مہیا ہوں۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے یہی فرمایا کہ تحقیق وہ ہمارے بھائی ہیں ان کو وہ کپڑا پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو۔ اور وہ کھانا کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو۔

امام حریت حضرت شیخ الہندؒ فرماتے ہیں: کہ جملہ اشیاء بفرمان واجب الاذعان خلق لکم ما فی الارض جمیعا (سورة البقرة 29) یعنی غرض خداوندی تمام اشیاء سے پیدائش کی رفع حاجات جملہ ناس ہیں اور تمام بنی آدم کی مملوک ہوتی ہیں اور کوئی شیء فی حمد ذلک کسی کی مملوک خاص نہیں، بلکہ ہر شیء اصل خلقت میں جملہ ناس میں مشترک ہے اور من وجہ سب کی مملوک ہے۔ (کتاب ایضاح الادلۃ: مولانا محمود حسن الدیوبندی قدیمی کتب خانہ کراچی)

انسداد نزع کیلئے ملکیت کا تسلیم کرنا ناگزیر ہے۔

ہاں بوجہ نزع و حصول انتفاع قبضہ کو علت ملک قرار دیا ہے۔ جب تک کسی شیء پر ایک شخص کا قبضہ تامہ مستقلہ باقی رہے اس وقت تک کوئی اس میں دست اندازی نہیں کر سکتا۔ ہاں خود مالک و قابض کو چاہئے، کہ اپنی حاجات سے زائد پر قبضہ نہ رکھے بلکہ اس کو اوروں کے حوالہ کر دے کیونکہ باعتبار اصل اوروں کے حقوق اس کے ساتھ متعلق ہو رہے ہیں۔ (کتاب ایضاح الادلۃ: مولانا محمود حسن الدیوبندی قدیمی کتب خانہ کراچی)

حاجت سے زیادہ مال رکھنا بہتر نہیں :

یہی وجہ ہے کہ مال کثیر حاجت سے زائد جمع رکھنا بہتر نہ ہوا، گو زکوٰۃ اداء کر دی جائے۔ اور انبیاء و صلحاء اس سے بغایت مجتنب رہے ہیں۔ چنانچہ احادیث سے یہ بات واضح ہے بلکہ بعض صحابہؓ و تابعینؓ نے حاجت سے زیادہ جمع رکھنے کو حرام ہی فرمادیا۔ بہر کیف غیر مناسب و خلاف ہونے میں تو کسی کو کلام نہیں سواس کی وجہ یہی ہے کہ زائد علی الحاجت سے اس کی تو کوئی غرض نہیں اور اوروں کی ملک من وجہ اس میں موجود ہے تو گویا وہ شخص مذکور من وجہ مال غیر پر قابض و متصرف ہے۔ اور اس کا حال بعینہ مال غنیمت کا سا تصور کرنا چاہئے۔ وہاں قبل تقسیم یہی قصہ ہے کہ کل مال غنیمت تمام مجاہدین کا مملوک سمجھا جاتا ہے۔ مگر بوجہ نزع ضرورت و حصول انتفاع بقدر حاجت ہر کوئی مال مذکور سے متفجع ہو سکتا ہے۔ ہاں حاجت سے زائد جو رکھنا چاہے اس کا حال آپ کو بھی معلوم ہے کہ کیا ہونا چاہئے۔ (کتاب ایضاح الادلۃ: مولانا محمود حسن الدیوبندی قدیمی کتب خانہ کراچی) اور ان آیات کریمہ کی تفسیر دوسرے آیات کریمہ میں اور وضاحت سے ذکر ہے جیسا کہ:

سورة حم السجده میں ارشاد باری تعالیٰ ہے وجعل فیہا رواسی من فوقنا وبارک فیہا

وقدر فیہا اقواتہا فی اربعة ايام سوا اللسائلین (سورة حم السجدة 10)

صاحب تفسیر مظہریؒ فرماتے ہیں :

اور اس نے زمین میں اس سے اوپر پہاڑ بنا دئے اور اس (زمین) میں فائدہ کی چیزیں رکھ دیں اور اس میں اس کے رہنے والوں کی غذائیں تجویز کر دیں چار دن میں (یہ سب کچھ ہوا جو شمار میں) پورے ہیں۔ پوچھنے والوں کیلئے۔ (تفسیر مظہری اردو مولانا سید عبدالدائم الجلائی 267/10 دارالاشاعت کراچی)

حضرت سیوہاریؒ اس طرح ترجمہ فرماتے ہیں :

اور اس میں ان کی خوراکیں ہیں جو برابر ہیں (بلحاظ طلب معیشت) سب حاجت مندوں کیلئے۔ (اسلام کا اقتصادی نظام 47 مکتبہ امدادیہ ملتان)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ تشریح فرماتے ہیں :

گو یا زمین کو حق تعالیٰ نے اس پر بسنے والے انسانوں اور جانوروں کی تمام ضروریات غذا، مسکن اور لباس وغیرہ کا ایک عظیم الشان گودام بنا دیا ہے، جس میں قیامت تک آنے اور بسنے والے اربوں، کھربوں انسانوں اور لاتعداد جانوروں کی سب ضروریات رکھ دی ہیں۔ وہ زمین کی پیٹ میں بڑھتی اور

حسب ضرورت قیامت تک نکلتی رہیں گی۔ انسان کا کام صرف یہ رہے گا کہ اپنی ضروریات کو زمین سے نکال کر اپنی ضرورت کے مطابق استعمال کرے (تفسیر معارف القرآن 633/7)

اور اس طرح احادیث مبارکہ میں ان آیات کی تشریح اور اس موضوع کی وضاحت کے بارے میں واضح الفاظ موجود ہیں۔ چنانچہ:

صحیح مسلم کی روایت ہے عن ابی سعید الخدریؓ أن رسول اللہ ﷺ قال من كان معه فضل ظهر فليعد به على من لا ظهر له ومن كان له فضل من زاد فليعد به على من لا زاد له قال فذكر من أصناف المال ما ذكر حتى رأينا أنه لا حق لأحد منا في فضل (صحیح مسلم کتاب اللقطة) ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جن کے پاس قوت و طاقت کسی سامان اپنی حاجت سے زائد ہوں ان کو چاہے کہ اس فاضل مال کو کزور کو دے۔ اور جس شخص کے پاس سامان خورد و نوش حاجت سے زائد ہوں اس کو چاہے کہ فاضل سامان نادر اور حاجت مند کو دے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مختلف انواع مال کا ذکر فرما رہے تھے حتیٰ کہ ہم نے یہ گمان کر لیا کہ ہم میں سے کسی شخص کو اپنے فاضل مال پر کسی قسم کا کوئی حق نہیں۔ (اسلام کا اقتصادی نظام مولانا حفیظ الرحمن سیوہاروی 48 مکتبہ امدادیہ ملتان)

حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں لو استقبلت من أمر ما استدبرت لأخذت فضول أموال الأغنياء فقسمتها على فقراء المهاجرين (کتاب المحلی سعید بن حزم 158, 157/6) ترجمہ: جس بات کا مجھے آج اندازہ ہوا ہے اگر اس سے پہلے اندازہ ہوتا تو کبھی تاخیر نہ کھتا اور بلاشبہ اباب ثروت کی فاضل دولت لے کر فقراء مہاجرین میں بانٹ دیتا (اسلام کا اقتصادی نظام مولانا حفیظ الرحمن سیوہاروی 48 مکتبہ امدادیہ ملتان)

حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ کا قول: وصح عن ابی عبیدة بن الجراح وثلاث مائة من الصحابة أن زادهم فنی فأمرهم أبو عبیدة بن الجراح فجمعوا زوادهم فی مزودین ویقوتهم ایها علی السواء (کتاب المحلی سعید بن حزم 158, 157/6) ترجمہ: حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ اور تین سو صحابہ کرامؓ سے متعلق یہ روایت صحت کو پہنچ چکی ہے کہ ایک موقع پر اس کا سامان ختم کے قریب آ گیا۔ پس حضرت ابو عبیدہؓ نے حکم دے دیا کہ جس جس کے پاس جس قدر سامان موجود ہے، وہ حاضر کرو، اور پھر سب کو یکجا کر کے ان سب میں برابر تقسیم کر کے سب کو قوت لایموت کا سامان دیدیا۔ (اسلام کا اقتصادی نظام مولانا حفیظ الرحمن سیوہاروی 48 مکتبہ امدادیہ ملتان)

ان ارشادات کے علاوہ سامان ضرورت غرباء تک پہنچانے کے بارے میں محدثین، مفسرین اور فقہاء حضرات نے محنت و مشقت کر کے مسئلہ کی خوب وضاحت کی ہے۔ چنانچہ :-

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ: عن محمد بن علیؑ انه سمع علی بن ابی طالب یقول ان الله تعالى فرض على الاغنياء في اموالهم بقدر ما يكفى فقراهم فان جاعوا او عروا وجهدوا فبمنع الاغنياء وحق على الله تعالى ان يحاسبهم يوم القيامة ويعذبهم عليه (كتاب المحلى سعيد بن حزم 6/157، 158) ترجمہ: حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل دولت کے اموال پر ان کے غریبوں کے معاشی حاجت کو بدرجہ کفایت پورا کرنا فرض کر دیا ہے۔ پس اگر وہ بھوکے، تنگے یا معاشی مصائب میں مبتلا ہوں گے وہ محض اسلئے کہ اہل ثروت اپنا حق اداء نہیں کرتے اور اسلئے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے باز پرس کرے گا۔ اس کو تاہی پر ان کو عذاب دے گا۔ (اسلام کا اقتصادی نظام مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی 48)

حضرت امام بخاریؒ فرماتے ہیں: عن ابي موسى قال قال النبي ﷺ ان الأشعريين إذا أرموا في الغزو أو قتل طعام عيالهم بالمدينة جمعوا ما كان عندهم في ثوب واحد ثم اقتسموا بينهم في ائاء واحد بالسوية فهم مني وأنا منهم (صحيح البخارى كتاب الشركة) ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قبیلہ اشعر کے لوگوں کا یہ معمول تھا کہ جب جنگ کی حالت میں خوراک کی کمی محسوس کرتے۔ یا امن کی حالت میں مدینہ میں قحط وغیرہ کی وجہ سے خوراک کی کمی کا مسئلہ سامنے آجاتا تو ان کے پاس جو بھی سامان خوراک ہوتا، ایک جگہ ایک کپڑے میں جمع کرتے۔ پھر ایک پیمانے سے اپنے درمیان برابر تقسیم کر لیتے۔ پس وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (اسلامی اقتصادیات سے متعلق چند اصولی باتیں مولانا محمد طاسین 35)

المعجم الكبير للطبراني مین روایت ہے: عن ابي امامة قال سمعت رسول الله ﷺ يقول ان تبذل الفضل خير لك وان تمسكه شر لك (المعجم الكبير لسليمان بن أحمد الطبراني حديث نمبر 7625 الجزء الثامن) ترجمہ: حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”یقین کر کہ تیرا اپنی ضرورت سے زائد مال کو ضرورت مندوں پر خرچ کر دینا تیرے لئے خیر اور بہتر ہے اور اسے روکنا تیرے لئے شر اور پُر ہے“ (اسلام کا اقتصادی نظام، مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی)

کنز العمال میں حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ : عن رسول اللہ ﷺ

قال أوحى إلى كلمات دخلن في أذني وقرن في قلبي أمرت أن لا أستغفر لمن مات مشركاً ومن أعطى فضل ماله فهو خير له ومن أمسك فهو شر له ولا يلوم الله على كفاف (کنز العمال: تحقیق محمود عمر الدیابطی جلد 3 حدیث نمبر 16161 دار الکتب العلمیہ بیروت) ترجمہ: حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میرے طرف چند کلمات وحی کئے گئے جو میرے کان میں داخل ہو کر میرے دل میں ٹھہر گئے۔ ایک یہ کہ میں اس کیلئے مغفرت نہ چاہوں جو شرک کر کے مرا ہو۔ اور دوسری بات یہ کہ میں کہہ دوں کہ جس نے اپنا زائد مال ضرورت مندوں کو دیدیا، وہ اس کیلئے بہتر ہے اور جس نے روک رکھا، وہ اس کیلئے بُرا ہے اور یہ کہ بقدر کفایت رکھنے پر اللہ تعالیٰ ملامت نہیں کرتے۔ (اسلام کا اقتصادی نظام، مولانا حفظ الرحمن سیوہاری)

الجامع الكبير للسيوطي في حضرت عليؑ كما قول هو كه : إن النبي ﷺ

قال في خطبة طوبى لمن أنفق الفضل من ماله وأمسك الفضل من قوله (الجامع الكبير للسيوطي 65/2) ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے ایک خطبے میں فرمایا کہ خوش بختی ہے اس کیلئے جس نے اپنا فاضل مال خرچ کیا اور جس نے فضول باتوں سے اپنے آپ کو روکا۔

مشهور محدث ابن حزم ظاہریؒ فرماتے ہیں : وفرض على الأغنياء من

أهل كل بلد أن يقيموا بفقرائهم ويجبرهم السلطان على ذلك إن لم تقم الزكوة بهم ولا في سائر أموالهم فقال لهم بما يأكلون من القوت الذي لا بد منه ومن اللباس للشتاء والصيف بمثل ذلك وبمسكن يكسهم من المطر والصيف والشمس وعبون المارة ترجمہ: اور ہر ایک بستی کے ارباب دولت کا فرض ہے کہ وہ فقراء اور غرباء کے معاشی زندگی کے کفیل ہوں اور اگر مال فیء (بیت المال کی آمدنی) غرباء کی معاشی کفالت کو پوری نہ ہوتی ہو تو سلطان ان ارباب دولت کو اس کفالت کیلئے مجبور کر سکتا ہے اور ان کے زندگی کے اسباب کیلئے کم از کم یہ انتظام ضروری ہے کہ ان کی ضرورت کے مطابق روتی مہیا ہو۔ پہننے کیلئے گرمی اور سردی دونوں موسم کے لحاظ سے لباس فراہم ہو۔ اور رہنے کیلئے ایک ایسا مکان ہو جو اس کی ضروریات کیلئے اور دفاع یعنی ان کو بارش، گرمی دھوپ اور سیلاب جیسے امور سے محفوظ رکھ سکے۔ (المحلی لابن حزم)

ان نصوص قرآن مجید، احادیث مبارکہ، حضرات محدثین اور فقہاء کرام کے روایات سے کس قدر صاف اور واضح الفاظوں میں اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ:

مذہب اسلام نے بنیادی ضروریات ہر انسان تک پہنچانے کا کتنا اہم اور زبردست قانون بنایا ہے۔ جو نہ تو سرمایہ دارانہ نظام ہے کہ جملہ معیشت پر سرمایہ داروں کا قبضہ ہو کر غریب کو ایک گھونٹ کا پانی پینے کو نہ ملے۔ اور نہ ہی اشتراکیت (سوشلزم) کا وہ ظالمانہ نظام ہے جو تفاوت درجات ختم کرنے کے نام پر اللہ تعالیٰ سے بالکل لاتعلق بناتے ہیں۔ اور ظاہری الفاظوں سے لوگوں کو دھوکہ دے کر گمراہ کرنے کے درپے ہیں۔ کہ جملہ معیشت پر حکومت کا قبضہ ہو اور حکومت ہی سے ہر فرد کو برائے نام بنیادی ضروریات مہیا کرنے کا دعویٰ ہو۔ اسلام اور سوشلزم میں فرق معلوم کرنے کیلئے کہ اسلام کون سے معاشی مساوات کا درس دیتے ہیں اور سوشلزم کا کیا پروگرام ہے، درجات معیشت اور حق معیشت اور اس کے اقسام کی پہچان ناگزیر ہے۔

معاشی مساوات کے اقسام :

معاشی مساوات کے اقسام سے مطلب یہ ہے کہ اسلام کون سے معاشی مساوات سے بحث کرتا ہے اور سوشلزم جس معاشی مساوات کا نعرہ لگاتا ہے اس سے کیا مراد ہے؟

یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کا ابتداء و انتہاء کا جو تکوینی نظام بنایا ہے اس کا تمام تر تعلق صرف اپنے ذات کے ساتھ رکھا ہے۔ کسی شے کیلئے کیا ہے اور کیا نہیں ہے؟ اور نہ اس علم کا انسان کو مکلف بنایا گیا ہے۔ اس کا مکمل تعلق ذات باری تعالیٰ سے ہے البتہ اللہ رب العزت نے حضرت انسان کو عقل و شعور اور ادراک و تمیز فرمائے ہیں۔ تو اس عطاء اور بخشش کے بعد اس کو یونہی بیکار اور معطل نہیں چھوڑا بلکہ اشیاء کے حسین و قبیح اور اپنی مرضیات اور نامرضیات کی معرفت کی طاقت کو مرحمت فرمایا ہے۔ اور اجتماعی زندگی کو خوشگوار، پُر امن بنانے کیلئے اور اجتماعی مسلک میں منسلک کرنے کیلئے ایک بہترین اور جامع نظام عطاء فرمایا ہے۔ اور اس میں اچھے اور بُرے دونوں راہوں کے نتیجے کا بھی اعلان کیا ہے۔ اور اسی نظام کو حضور پاک ﷺ نے بذات خود نافذ کر کے اپنے امت کو سمجھایا کہ انسان اگر ترقی و کامرانی کے راستہ پر گامزن ہو سکتا ہے تو صرف اور صرف نظام خداوندی کے نفاذ کے ذریعے ہو سکتا ہے۔

سورۃ البلد میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ولسانا وشفقتین وهدیناہ النجدین (سورۃ البلد 10,9)

ترجمہ: مولانا اشرف علی تھانویؒ) ترجمہ: اور زبان اور دو ہونٹ۔ اور دکھلا دیں ان کو دو گھاٹیاں۔

اور یہ نظام جس کا اسلام درس دیتا ہے اس نظام کا نام تشریحی نظام ہے۔ اور کائنات میں پہلے انسان کے ساتھ ساتھ یہ نظام تشریحی پر حاوی ہے اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور جملہ رسل حضرات کے ذریعے برابر دنیا انسانی پر کار فرما ہے اور اس کے کامیابی و کامرانی کا ضامن اور کفیل ہے۔

پس یہی وہ نظام ہے جس کا انسان مکلف ہے اور اسی کے امتثال کیلئے وہ مامور ہے اور یہ وہ نظام ہے کہ جب حد کمال کو پہنچا تو قرآن مجید کی شکل میں جلوہ افروز ہوا۔ اس کلام میں اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ ایک نظام نگوین ہے اور ایک نظام تشریح ہے تو درجات معیشت میں تفاوت یہ نظام نگوین ہے اور اس پر بحث انسان کے شان سے بالاتر ہے۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے نظام عالم کو چلانے کیلئے درجات میں جو تفاوت ہے اور اونچ نیچ ہے اس کو ختم کر کے مساوات کی سوچ قرآنی احکامات سے بغاوت ہے۔

لیکن حق معیشت کہ تمام انسانوں کو بنیادی ضروریات کی سہولیات مہیا ہوں اس نظام کو نظام تشریح کہتے ہیں اور اسی کو قائم کرنا عین احکام خداوندی کے مطابق ہے۔ کیونکہ انسانیت کے درجات میں جو تفاوت ہے وہ اس حد تک بھی نہیں جواشتہائیت اور سرمایہ دارانہ نظام (کیوزم) کا نعرہ ہے۔ کہ سارے دولت و متاع کو چند افراد سمیٹ کر باقی افراد غربت و افلاس کی چنگی میں پھینک کر زندگی گزارے۔ بلکہ اس کے بارے میں اسلام کا یہ تعلیم ہے کہ بنیادی معاشی ضروریات ہر انسان کو مہیا ہو جائے۔

اور یہ بھی ذہن نشین رہے کہ درجات میں جو تفاوت ہے وہ جماعت کے دوسرے افراد کو محروم و المعیشت نہیں بناتے اور ذاتی اعراض کی خاطر معاشی دستبرد کیلئے نہیں۔ اور جو ایسا کرتا ہے وہ خداوند کریم کی عطاء کردہ نعمتوں کی اورس طرح ”عطاء ثروت“ کی صریح انکار کرتا ہے۔ بلکہ انفرادی ملکیت کے باوجود وہ یہ رکھے کہ وہ جس قدر زیادہ کمائیگا، اسی قدر اس کی دولت پر اجتماعی حقوق زیادہ عائد ہوں گے۔ اسلئے وہ صرف اپنے لئے نہیں کماتا، بلکہ دوسرے حضرات کی ضروریات پورا کرنے کی خاطر بھی کماتا ہے۔ اس وجہ سے حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت شاہ ولی اللہ ”حجة الله البالغة“ میں باب ابتغاء الرزق کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں کہ: ان الله

تعالى لما خلق الخلق وجعل معايشهم في الأرض و أباح لهم الانتفاع بما فيها وقعت بينهم المشاحة و المشاجرة فكان حكم الله عند ذلك ترحيم أن يزاحم الإنسان صاحبه فيما اختص به لسبق يده إليه أو يد مورثه أو لوجه من الوجوه المعتبرة عندهم إلا بمبادلة أو تراض معتمد على علم من غير تدليس و ركوب غرر أو أيضا لما كان الناس مدنيين بالطبع لا تستقيم معايشهم إلا بتعاون بينهم نزل القضاء بإيجاب التعاون و أن لا يخلو أحد منهم مما له دخل في التمدن إلا عند حاجة لا يجد منها بُدًا و أيضا فاضل السبب حيازة الأموال المباحة كالتناسل بالرعي و الزراعة باصطلاح الأرض و سقى الماء (حجة الله البالغة باب ابتغاء الرزق ص 75-77 مکتبه رشیدیہ کوئٹہ)

اور اس کا ترجمہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اس طرح فرماتے ہیں: واضح رہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور ان

کی روزی زمین میں مقرر کردی اور زمین کی چیزوں سے ان کیلئے نفع حاصل کرنا مباح کیا اور اس میں حرص اور نزاع واقع ہوا اس وقت اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہوا کہ کسی شخص کا دوسرے شخص سے اس چیز میں مزاعم ہونا، جو اس کیلئے خاص ہوگئی ہے، حرام ہے یا کسی دوسرے وجہ سے ہو جس کا لوگوں میں اعتبار ہو۔ بجز تبادلہ یا باہمی رضامندی کے۔ کہ ان کی روزی بغیر باہمی تعاون کے واجب ہونے کا حکم نازل ہوا۔ اور نیز یہ حکم بھی نازل ہوا کہ ان میں سے کوئی شخص اس چیز سے جس کو تمدن میں داخل ہے، بغیر حاجت ضروری کے خالی نہ رہے۔ اور نیز اصل ذریعہ مباحہ کو قبضہ کرنا یا اموال مباحہ کی مدد سے اپنے مخصوص چیز سے نفع حاصل کرنا ہے۔ جیسے چرا کر مویشی کے نسل کو بڑھانا اور زمین کی اصلاح کر کے اور پانی دے کر کھیتی کرنا۔ (ترجمہ حجۃ اللہ الباقیۃ محدث دہلوی مولانا عبدالحق)

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضُكُمْ عَلٰی بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ فَمَا الَّذِیْنَ فَضَّلُوا اِبْرَادِیْ رِزْقَهُمْ عَلٰی مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ فِیْهِ سِوَاۤءٌ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ** (سورۃ النحل 71) شاہ عبدالقادر ترجمہ فرماتے ہیں کہ: اور اللہ تعالیٰ نے بڑائی دی، نہیں پہنچاتے اپنی روزی کو جو ان کے ہاتھ کا مال ہے، کہ وہ سب اس میں برابر ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے منکر ہیں؟ (ترجمہ شاہ عبدالقادر تاج کنبی لمیٹڈ)

کیونکہ یہاں دولت و سرمایہ کا مقصد زیادہ سے زیادہ نفع بازی نہیں بلکہ انفرادی حاجات و ضروریات کے ساتھ اجتماعی ضروریات کی تکمیل ہے۔ اور دوسری جانب غیر متمول سے یہ توقع کرتا ہے کہ وہ متمول افراد کے تمول کو دیکھ کر اللہ رب العزت کے ساتھ کفران و ناشکری اختیار نہ کرے اور نہ حسد و بغض کو دل میں جگہ دے۔ بلکہ طمانیت قلب کے ساتھ اپنی مختصر فارغ البالی اور خوشحالی پر شاکر رہے۔ اور یا پھر عملی جدوجہد میں آگے بڑھ کر اپنے استعداد کے مطابق ان تمام حقوق معیشت سے متمتع ہو اور غنا دولت حاصل کرے۔ جن کو تمام مخلوق کیلئے عام اور مساوی کر دیا ہے اور دوسرے افراد اور ان کی ذمہ داری کو اپنے حاصل کردہ مال پر اسی طرح عائد کرے، جس طرح قانون اسلامی نے ایک دوسرے پر عائد کئے ہیں۔

موجودہ دور میں چونکہ نفاذ شریعت خداوندی کا مکمل طور پر نفاذ نہ ہونے کی وجہ سے انسانوں کو بنیادی حقوق جو حق معیشت کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں، نہیں مل رہے ہیں۔ اور مذہب اسلام کو تو بعض ظالموں نے صرف عبادات تک محدود کیا ہے اور فخر سے نئے تہذیب یافتہ یہ جملے ایک سانس سے اداء کرتے ہیں کہ اسلام ہمارا مذہب ہے۔ جمہوریت ہماری سیاست ہے۔ اور اشتراکیت نظام (سوشلزم) ہماری معیشت ہے۔

اس واسطے اس بات کی پہچان ضروری ہے کہ مذہب اسلام حق معیشت کے حد تک نظام تشریح پر بحث کرتا ہے۔ جبکہ اشتراکیت نظام تکوین اور درجات معیشت پر بحث کرتا ہے۔ اسلئے اس بات کو بھی ملحوظ نظر رکھنا چاہئے کہ سرمایہ دارانہ نظام کی طرح اشتراکیت اسلام کا دشمن نظام ہے یا کی بیشی ہے اور اس بات کو اشتراکیت کی تعارف کے بغیر سمجھنا ناممکن نہیں کہ اشتراکیت کس دور کی پیداوار ہے اور اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟